مسئلۂ معاش اور اسلامی تعلیمات

(۲/۲)

از: مولانا مفتی ابوالخیر عارف محمود
رفیق شعبۂ تصنیف وتالیف واستاذ جامعہ فاروقیہ، کراچی

عقیدہ، اخلاق اور معیشت

اسلام نے معیشت کی بنیاد عقیدہ اور اخلاق پر رکھی ہے، اور وہ تجار کو فہمائش کرتا ہے کہ اللہ ان کے ہر ڈھکے چھپے کو ہر وقت دیکھتا اور جانتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (۲۹)

اسلام تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی قرار دے کر ان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کریں جو انہیں اپنے لیے پسند ہے: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْه مَا يُحِبُّ لِنَفْسِه“. (۳۰)

ترجمہ: ”تم میں کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا؛ جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے“۔

غور فرمائیں! جب ایک مسلمان دوسرے کے لیے وہی پسند کرے گا جو اس کی اپنی پسند ہے تو پھر یہ کیوں کر ممکن ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کرکے، یا عیب دار اور ناقص چیز فروخت کرکے زیادہ اور کھرے مال کی قیمت وصول کرے اور یوں اپنے بھائی کا معاشی استحصال کرے، اسلام تو اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیوب کو چھپا کر چیزوں کو فروخت نہ کریں، ورنہ ان کا یہ عمل نہ صرف ان کے کاروبار سے برکت کو ختم کردے گا؛ بلکہ اللہ کی لعنت کا باعث بھی بن جائے گا، حدیث شریف میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

”مَنْ بَعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللّٰهِ، أَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُه“. (۳۱)

ترجمہ: ”جس کسی نے کوئی چیز فروخت کی، جس کے عیب پر اس نے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تھا، تو وہ ہمیشہ اللہ کے غصہ میں رہے گا، یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے“۔

اسی طرح اسلامی تعلیمات میں یہ بھی ہے کہ خرید وفروخت کرنے والا با اخلاق ہو، نرم خوئی اس کی طبیعت میں رچی بسی ہوئی ہو، دورانِ معاملہ عزتِ نفس کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دے، ایسے افراد کے لیے زبانِ نبوت سے ان الفاظ میں دعا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں:

"رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلاً سَمُحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰی وَإِذَا اقْتَضٰی". (۳۲)

ترجمہ: اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر جو درگزر کرنے والا ہو، جب کبھی بیچے، خریدے اور قرض کا مطالبہ کرے۔

ذیل میں ہم کچھ خدائی قیودات اور اخلاقی پابندیوں کا ذکر کرتے ہیں:

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

معیشت کے عمل کو صاف وشفاف رکھنے اور اجارہ داریوں سے حفاظت کے پیش نظر اسلام نے ذخیرہ اندوزی (Hoarding) کو اس کی تمام انواع واقسام کے ساتھ ممنوع قرار دیا ہے، اور اسلامی حکومت کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اس ملعون عمل کو روکنے کے لیے دخل اندازی کرے۔

جو تاجر ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلت پیدا کرے اور پھر مارکیٹ میں اپنا مال اپنی مرضی کی قیمت پر فروخت کرے، اسے خطا کار اور ملعون قرار دیا گیا ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"مَنِ احْتَکَرَ یُرِیْدُ أَنْ یَتَعَالٰی بِھَا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَھُوَ خَاطِیٌٔ"(۳۳)

ترجمہ: "جس نے ذخیرہ اندوزی اس ارادہ سے کی کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر اس چیز کی قیمت چڑھائے وہ خطا کار ہے"۔

دوسری روایت میں ہے:

"اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ". (۳۴)

ترجمہ: "تاجر کو (اللہ تعالی کی طرف سے) رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا لعنتی ہے"۔

اسلام کے قانونِ تجارت نے ذخیرہ اندوزی کی تمام ممکنہ صورتوں کو بھی مردود قرار دیا ہے، دورِ حاضر میں سرمایہ دار بسا اوقات کسی جنس کو ممکن طور پر مارکیٹ سے خریدتے ہیں، یا پھر وہ جنس صرف ان کے کارخانے اور مل میں بنتی ہے، اسے ذخیرہ کر لیتے ہیں، پھر بعد ازاں اپنی مرضی سے رسد وطلب میں عدمِ توازن قائم کر کے من مانی قیمتیں وصول کرتے ہیں، کچھ عرصہ قبل پاکستان

میں آٹے اور چینی کا بحران اس کی واضح مثالیں ہیں کہ حکمرانوں اور چند سرمایہ داروں کی ملی بھگت سے غریب ایک ایک لقمے کو ترس گئے تھے۔

ذخیرہ اندوزی کی مہذب صورتیں

موجودہ دور میں ذخیرہ اندوزی کی درج ذیل مہذب صورتیں رائج ہیں:

(۱) شرکتِ قابضہ

ایسی شرکت میں پیداواری کاروبار کے اکثر حصص حصہ دار ہی خریدتے ہیں، لہٰذا وہ کسی شے یا خدمت کی پیداواری حد اور قیمت اپنی مرضی سے معین کرتے ہیں اور یوں خریداروں کا استحصال کرتے ہیں۔

(۲) اوماج

یہ ایک ایسا استحصالی طریقہ ہے جس میں چند کمپنیاں مل کر ایک وحدت (Uonit) قائم کرتی ہیں، جس سے اشیاء کی پیداوار اور قیمتوں پر ان کی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے، وہ اپنی مرضی سے اشیاء کی پیداوار کو بڑھاتے اور گھٹاتے ہیں، مارکیٹ میں ضرورت کے باوجود صرف قیمتیں بڑھانے کے لیے اسے گوداموں میں اسٹاک کر دیا جاتا ہے اور قیمتیں چڑھ جانے کے بعد بیچا جاتا ہے۔

(۳) وحدتِ قیمت

سرمایہ دارانہ نظام کی ''برکات'' میں سے یہ بھی ہے کہ چند مل مالکان یا کارخانہ دار مل کر کسی شے کی بازار میں ایک قیمت طے کر لیتے ہیں، چوں کہ وہ شے ان کے علاوہ کوئی اور نہیں بناتا، تو اس متعین قیمت سے کم پر کہیں اور سے دستیاب نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے گاہک ان کی من مانی قیمت پر خریداری کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، یوں اس طرح سرمایہ دار عوام کا استحصال کر کے اپنے نفع کا زیادہ سے زیادہ حصول ممکن بنا لیتے ہیں۔

سود کی حرمت

دنیا کے قدیم اور جدید معاشی نظریوں میں سود کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، سرمایہ دارانہ نظام نے پورے معاشی ڈھانچے اور کاروباری لین دین کو کچھ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ سود بین الاقوامی طور پر معاملات میں جزو لاینفک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، معاشی تعلقات کے انفرادی اور اجتماعی پہلو ممکن طور سے اس کینسر میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

سود اور اس کی تمام اقسام حتیٰ کہ شبہ سود سے بھی مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے، مسلمان ہونے

کے باوجود کسی کے لیے یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ سودی معاملات میں ملوث ہو، اللہ نے سود کی حرمت کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَأحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِبوا﴾(۳۵)

اس جرم میں ملوث افراد کو شدید ترین وعید سنائی گئی ہے، قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمنوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوا، إِنْ كُنْتُمْ مُؤمِنِيْنَ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾(۳۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سود کی باقی (تمام رقم) چھوڑ دو، اگر تم واقعی ایماندار ہو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو“۔

سودی معاملات میں کسی بھی طرح ملوث ہونے والے پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے، اللہ کے رسول کا ارشاد ہے:

”لَعَنَ اللّٰهُ آكلَ الرِبوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَواء“.(۳۷)

ترجمہ: ”اللہ نے سود خور، اور سود کھلانے والے اور سودی دستاویز لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت کی ہے، اور فرمایا کہ اللہ کی لعنت میں وہ سب برابر ہیں“۔

سودی معاملات اور سودخواری کی شناعت وقباحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حَوْبًا أَيْسَرُهَا نِكَاحُ الرَّجُلِ أُمَّه“(۳۸)

ترجمہ: ”سود کے ستر گناہ ہیں، (یعنی اس کے گناہ کے ستر درجے ہیں) اس کا کم تر درجہ آدمی کا اپنی ماں سے ہمبستری کرنا ہے“۔

ملاوٹ سے ممانعت

کسبِ معاش کی جدوجہد کے دوران حصولِ دولت کی بعض آسان راہیں بھی نکلتی ہیں، اشیاءِ صرف کی کوالٹی کو تبدیل کرکے گھٹیا اور معمولی شے کو صحیح داموں میں فروخت کرنا، ملاوٹ سے کام لینا عصرِ حاضر میں ہنر اور نفع آوری کا بہترین ذریعہ بن چکا ہے، اسلام میں اس طرح کے عمل کو نہایت قبیح اور انسانیت سوز قرار دے کر ممنوع قرار دیا گیا ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے ملاوٹ کرنے والوں کو انتہائی شدید وعید سنائی ہے:

”مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا“.(۳۹)

ترجمہ: ”جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں“۔

مدینہ منورہ میں ایک بازار سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ نے غلہ کے ڈھیر کی نچلی سطح کو گیلا پاکر اس کے تاجر سے ارشاد فرمایا:

"أَفَلا جَعلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ". (۴۰)

ترجمہ: "گیلی گندم کو اس ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں ڈالتا تاکہ لوگ اسے بہ آسانی دیکھ سکیں"۔

بغیر عیب بتائے شے کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے: ارشاد نبوی ہے:

"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ". (۴۱)

ترجمہ: "کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ بغیر بتائے کسی عیب دار چیز کو دینی بھائی کے ہاتھ فروخت کرے"۔

غرض اسلام نے ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے تمام چور دروازوں کو بند کرکے ایک مامون اور پاکیزہ معیشت کا ماحول فراہم کیا ہے۔

رشوت اور سٹہ بازی کی ممانعت

آج کی معاشی زندگی میں رشوت معاشرہ کا ایک جزو لاینفک بن چکا ہے، لوگ اسے آسان اور سہل ذرائع آمدنی میں شمار کرتے ہیں، اسلام نے اسے ان الفاظ میں ممنوع قرار دیا:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ"۔ (۴۲)

ترجمہ: "رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے"۔

جوا، سٹہ، قماربازی، شراب سازی وشراب فروشی، زنا اور محرکاتِ زنا اور دیگر مخربِ اخلاق کام جن سے معاشرے کا اخلاقی معیار پست ہوتا ہے، اسلام ایسے ذرائع آمدنی و وسائلِ دولت کو کسبِ معاش کے اسباب کے طور پر اختیار کرنے سے منع فرماتا ہے، موجودہ دور میں لاٹری، ریس، سٹہ بازی کی مختلف صورتیں جنہیں جدید ترین سائنٹفک بنیادوں پر رواج دیا گیا ہے، وہ بھی اسلامی نقطۂ نظر سے ممنوع قرار پاتی ہیں، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ﴾ (۴۳)

ترجمہ: "بے شک شراب، جوا، بت اور (پانسے) جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں، اور کارِ شیطان ہیں، ان سے بچو"۔

اجرت زنا کی حرمت

زناکاری کو بطور ذریعۂ معاش اپنانے سے منع کرتے ہوئے حضورِ اکرم ﷺ نے زناکاری

کی اجرت کو ناجائز قرار دیا، حضرت ابو مسعود انصاری فرماتے ہیں:

"إنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغْيِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ". (۴۴)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زنا کی اجرت اور کہانت کا معاوضہ لینے سے منع فرمایا ہے"۔

اسی طرح فلم سازی، فلم فروشی، ٹی وی، وی سی آر اور جرائد کے ذریعہ مخربِ اخلاق ناظر اور لٹریچر کی ترویج واشاعت، ڈانسنگ کلب اور تھیٹر، غیر اخلاقی کام اور جانداروں کی تصویر سازی وغیرہ تمام مخربِ ایمان واخلاق ذرائعِ آمدن سے اسلام منع کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"إنَّ اللّٰهَ إذا حَرَّم شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ". (۴۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام کیا ہے اس کی قیمت کو بھی حرام فرمایا ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"زنا کی اجرت خبیث ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کو اجرت دینے اور مغنیہ کے کسب سے منع فرمایا ہے، اس کی دو حکمتیں نظر آتی ہیں، ایک تو یہ کہ ممنوعہ کسب اختیار کرنے سے لوگوں کو معصیت کی ترغیب ملتی ہے؛ جبکہ اس مال کی حرمت اور اس سے انتفاع کی ممانعت لوگوں کو اس برائی سے روکنے کا سبب بنتی ہے"۔

چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

"الإعَانَةُ فِى الْمَعْصِيَةِ وَتَرْوِيجِهَا وَ تَقْرِيبُ النَّاسِ إلَيْهَا مَعْصِيَةٌ وَفَسَادٌ فِى الأَرْضِ"(۴۶)

ترجمہ: "گناہ کے کام میں معاونت اور اس کی ترویج اور لوگوں کو گناہ کے قریب کرنا (یعنی اس کا ماحول فراہم کرنا) اللہ کی نافرمانی اور زمین پر فساد پھیلانے کا باعث ہے"۔

ناپ تول میں کمی کی حرمت

ناپ تول میں کمی ایک ایسی لعنت ہے، جس میں آج کے لوگوں کی طرح بعض اممِ سابقہ کے تجار بھی مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں جب یہ قبیح عادت لوگوں میں رائج ہوئی تو وقت کے نبی کے ذریعے اس کی مذمت کی، اور اس سے باز رہنے کا حکم دیا، سورۂ اعراف میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اس قبیح حرکت سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۴۷)

ناپ تول میں کمی یہ ایسا مکروہ حیلہ ہے، جس کے ذریعے تاجر کم مال دے کر زیادہ دام وصول کرلیتے ہیں، قران مجید میں اس حوالے سے ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ، الَّذِيۡنَ إِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ، وَإِذَا كَالُوۡهُمۡ أَوۡ وَزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ﴾ (۴۸)

ترجمہ: ''خرابی ہے گھٹا کردینے والوں کے لیے، وہ لوگ کہ جب دوسروں سے مال لیں تو پورا پورا لیں اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں''۔

اسلام تو ناپ تول میں عدل وانصاف سے آگے بڑھ کر لوگوں کے ساتھ مزید احسان کا درس دیتا ہے، آپ ﷺ نے اسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''زِنۡ وَأَرۡجِحۡ''. (۴۹)

ترجمہ: ''تول اور جھکتا تول''۔

ناپ تول پورا پورا دینے سے خوشگوار معاشرتی نتائج برآمد ہوتے ہیں، لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگ جاتے ہیں اور تعلقات میں بہتری پیدا ہوجاتی ہے، اسلام اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ سے اس بات کی تعلیم دیتا ہوا آیا ہے کہ وہ نہ صرف ناپ تول میں عدل وانصاف سے کام لیں؛ بلکہ مزید احسان کرنے کو اختیار کریں۔

معیشت سے متعلق اسلامی احکامات کا سیکھنا

اس کے علاوہ معیشت کے اسلامی احکام میں خرید وفروخت سے متعلق عاقدین (معاملہ کرنے والے) کی اہلیت، رضامندی، خرید وفروخت میں اختیار، شرائط، بیع کی جملہ اقسام، مرابحہ، سلم، قبضہ کے مسائل، شرکت ومضاربت، قرض وتجارتی معاہدات حتی کہ غیر مسلموں سے بھی معاشی معاملات کے حوالے سے مکمل تفصیلات موجود ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو سیکھ کر عمل کیا جائے؛ تاکہ ایک بہترین اور متوازن معیشت وجود میں آئے۔

خیر القرون کے زمانہ میں اس بات کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا تھا کہ لوگ معیشت سے متعلق اسلام کے احکامات کو سیکھنے کے بعد مارکیٹ اور بازار میں آئیں، جو لوگ اس حوالے سے اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے انھیں بازار میں خرید وفروخت کے لیے بیٹھنے سے منع کیا جاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی بات منقول ہے:

''كَانَ عُمَرُ بۡنُ الۡخَطَّابِ يَضۡرِبُ بِالدُّرَّةِ مَنۡ يَقۡعُدُ فِي السُّوۡقِ وَهُوَ لَا يَعۡرِفُ

الأحْكَامَ وَيَقُوْلُ: لَا يَقْعُدُ فِي سُوْقِنَا مَنْ لَا يَعْرِفُ الرِّبا". (۵۰)

ترجمہ: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو درہ سے مارتے جو بازار میں آکر (خرید و فروخت) کے لیے بیٹھتا؛ مگر وہ ان کے احکام سے جاہل ہو، اور فرماتے: جو شخص ربا (سود) کے احکام نہیں جانتا وہ ہمارے بازار میں نہ بیٹھا کرے''۔

اس زمانے میں باقاعدہ محتسب (بازار کا نگران) مقرر کیا جاتا تھا، جو بازار میں گھوم پھر کر مختلف دکانداروں سے بیع وشراء کے متعلق سوالات کرتا، اگر کسی کو احکام کا علم نہ ہوتا تو وہ اسے دکان سے اٹھا دیتا تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ امراء کو یہ ہدایت فرماتے تھے کہ وہ تجار کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے پیش کریں، آپ ان میں کسی کو اس حوالے سے جاہل پاتے تو اس سے ارشاد فرماتے: ''پہلے خرید وفروخت کے احکام سیکھو، پھر بازار میں آکر بیٹھو''۔ (۵۱)

قارئینِ کرام! جب تک اسلامی خلافت وحکومت قائم تھی تو مسلمانوں نے جیسے زندگی کے دیگر شعبوں میں قابلِ تقلید اور بے مثال کارنامے سرانجام دیے، ایسے ہی معیشت اور کفالتِ عامہ کے حوالے سے بھی ایسا بھرپور کردار ادا کیا کہ رہتی دنیا تک کوئی اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا، مسلمان حکمرانوں اور اربابِ حل وعقد کی جہاں یہ کوشش ہوتی تھی کہ تجار معیشت کے احکام سیکھ کر تجارت کریں؛ تاکہ سود اور دیگر ناجائز وحرام معاملات سے بچ سکیں، وہاں کفالتِ عامہ کا ایسا جامع نظام ترتیب دیا جس میں بلاکسی تخصیص واعتبار معاشرے کے ہر فرد کو کسی نہ کسی شکل میں اتنا سامان معاش ہر حال میں ضرور میسر ہو، جس کے بغیر عام طور پر کوئی بھی انسان نہ اطمینان کے ساتھ جی سکتا ہے اور نہ ہی اپنے متعلقہ فرائض وحقوق سرانجام دے پاتا ہے۔ (۵۲)

معاشی مساوات

ان حضرات نے اسلام کے دیے ہوئے مقدس اور پاکیزہ احکام کو عملی طور پر نافذ کیا، جس کی وجہ سے ملکی اور قومی دولت کی گردش چند اغنیاء اور بڑے مالدار لوگوں تک محدود ہونے کے بجائے معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچی، خصوصاً غرباء اور مستحقین کو اس سے خوب مستفید ہونے کا موقع ملا، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اسلام افرادِ معاشرہ کے درمیان جس معاشی مساوات کو پیدا کرنا چاہتا ہے وہ یہ نہیں کہ معاشرے کے تمام افراد دولت وثروت میں یکساں اور برابر ہوں، جتنی دولت اور وسائل معاش ایک فرد کے پاس ہوں، اتنے ہی دیگر تمام کے پاس بھی ہوں؛ کیوں کہ ایسی مساوات خیالی دنیا میں تو ممکن ہے؛ لیکن حقیقت کی دنیا میں ایسا نہ تو ممکن ہے

اور نہ ہی سنتِ الٰہیہ کے مطابق ؛ کیوں کہ اللہ تعالی نے درجاتِ معیشت میں تفاوت کا جو نظام قائم فرمایا ہے، وہ اس کے ذریعے اپنے بندوں کو آزمارہے ہیں کہ کون اس کا بندہ ہے اور کس نے مادے کو الٰہ بنایا ہوا ہے۔

اسلام میں دولت کے بہاؤ کا رخ

اسلام کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کے مطابق معیشت میں ہمیشہ دولت کا بہاؤ اوپر سے نیچے کی طرف رہتا ہے، دولت وسرمایہ سمٹ کر چند مخصوص ہاتھوں میں کھلونا بننے کے بجائے معاشرے کے ہر فرد کی پہنچ میں ہوتا ہے، اگر کسی خطے میں بھی اسلامی نظامِ حکومت نافذ کردیا جائے، اور کفالتِ عامہ کے شعبوں میں سے صرف زکوۃ کا عمل ہی صحیح معنوں میں شروع ہوجائے، تو سو فیصد یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ خطہ ہر طرح کے افلاس اور معاشی بدحالی سے پاک ہوجائے گا اور پھر سے قرونِ اولی کی یاد تازہ ہوجائے گی کہ معاشرہ میں پھر زکوۃ کا بھی کوئی محتاج نہیں رہے گا۔

اسلام میں معیشت وکفالتِ عامہ

اسلام میں معیشت کے احکام کو جاننے اور اسلام میں کفالتِ عامہ کے تصور کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن وحدیث اور فقہِ اسلامی میں مذکور بیوع اور اس کی اقسام، قرض، سود، لین دین، ہبہ، عاریت، مضاربت، شرکت، مزارعت، پانی کے احکام، زمینوں کے احکام، زکوۃ کی فرضیت، وصولی اور تقسیم کے مسائل، غنائم، فئ، خراج اور جزیہ کے احکام، تقسیمِ دولت، وراثت، حلال وحرام، اجارہ، احتکار واکتناز کی ممانعت، ضرائب ونوائب، صدقات نافلہ اور ان سے متعلقہ دیگر تمام مضامین کا بغور مطالعہ کریں؛ تاکہ علی وجہ البصیرۃ مذکورہ نظام کو سمجھا جاسکے، اس فقہی معاشی خزانہ کے علاوہ مسلمان علماءِ کرام نے اس حوالے سے مستقل تصانیف بھی چھوڑی ہیں، جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے مختلف مسائل کا حل بتاتی ہیں، افسوس! صد افسوس! کہ ان کتب کا ترجمہ یورپ کے مستشرقین اپنی اپنی زبانوں میں کرکے ان سے استفادہ کررہے ہیں، اور ہم مسلمان اپنے اس وقیع علمی ورثے سے غافل ہیں۔

ان گراں قدر کتب میں سے چند یہ ہیں:

(۱) کتاب الأموال: حمید بن زنجویہ اور ابوعبید قاسم بن سلام رحمہم اللہ کی ایک ہی عنوان سے الگ الگ تصنیف ہے۔

(۲) کتاب الخــراج: امام ابویوسف اوریحییٰ بن آدم القرشی رحمہم اللہ کی مایہ ناز تصانیف ہیں۔

(۳) الأحکام السلطانیة: ابوالحسن علی بن حبیب البصری اورابویعلی محمد بن حسین الفرار کی بیش بہااورمستند کتب ہیں۔(۵۳)

اسلام جواپنی حقانیت اورسچائی کی وجہ سے مختصر سے عرصے میں جزیرۂ عرب سے نکل کر سارے عالم پر چھا گیااور ہزاروں سال تک دنیاپرحکمرانی کی،لوگوں کو ہدایت کی راہیں دکھائیں، زندگی کے تمام شعبوں میں بہترین قابلِ تقلید کارنامے انجام دیے، باطل روزِ اول سے ہی اس سے نالاں تھا،اس نے ہرممکن کوشش اورسازش کے ذریعہ یہ چاہا کہ اسلام کا مقدس نظامِ زندگی خطہ ارض پرنافذ نہ رہے، وگرنہ لوگ اسلام کے نظامِ زندگی کے محاسن کی وجہ سے نہ صرف دیگرتمام باطل نظاموں کوٹھکرادیں گے؛ بلکہ خود مذہبِ اسلام کے پیروکار بن بیٹھیں گے،ساتویں صدی عیسوی میں وجودمیں آنے والے نظامِ زندگی کومٹانے کے لیے دنیانے کیا کیانہ کیا!!،تاریخ کا ہرادنی طالب علم اس سے پوری طرح واقف ہے۔

افسوس! خلافت کے زوال کے بعدسے دنیائے باطل کواس بات کا بھرپورموقع ملاکہ وہ اسلام اوراس کے پاکیزہ نظام کے خلاف کھل کر پروپیگنڈہ کرے،اوراسے ایک ناقص اور پرانے زمانے کانظام قراردے،خاص کرمعاشیات کے شعبے میں نئےنظریات متعارف کرواکے اس نے انسانیت کوجس دردناک عذاب میں مبتلا کیاہے، اس کاصرف اورصرف ایک ہی حل ہے اوروہ اسلامی نظامِ حکومت یعنی خلافت ہے۔

فقدانِ خلافت کے نقصانات

اب چوں کہ بدقسمتی سے اور بوجہ شامتِ اعمال ہمارے سامنے کوئی ایساماڈل اسلامی طرزِحکومت وخلافت کاموجودنہیں کہ جس میں زندگی کے دیگرشعبوں کی طرح معاش کانظام بھی عملی طورسے نافذہوتااورتمام طبقات کےلوگوں کی کفالتِ عامہ کاکوئی عملی مظہرسامنےموجودہوتا، توہم عالمِ انسانیت کوبتادیتے کہ اسلام نے معیشت کے مسائل کایوں حل بتایاہے۔خیر! اسلام چوں کہ قیامت تک کے لیے رہنمائی اوررہبری کرنے آیاہے،تواب ہم اسلام کے اصول وضوابط ہی کی روشنی میں موجودہ جدیدنظریات کوپرکھیں گے اوران کے صحیح اورغلط ہونے کافیصلہ کریں گے۔

جدید معاشی نظریات میں بینک اور کمپنی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، پھر ان دونوں سے سیکڑوں مسائل نے جنم لیا ہے، ان میں سے ایک کریڈٹ کارڈ اور اس طرح کے دیگر کارڈز کے ذریعے معاملات کا نجام دینا ہے۔

جدید معاشی نظریات سے پیدا شدہ مسائل

آج کی دنیا صنعتی انقلاب کے بعد تکنیکی اعتبار سے بہت آگے جاچکی ہے، تجارت اور سرمایہ کاری کی اس قدر جدید اور متنوع شکلیں پیدا ہوچکی ہیں جن کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی، مثلاً بینکنگ کا نظام، کرنسی کا نظام، موجودہ عالمی تجارت کا نظام، کریڈٹ کارڈز کا نظام، انشورنس اور تکافل، شیرز کی خرید وفروخت کا نظام، اور ان سب نظاموں کو چلانے کے لیے اداروں، فرموں اور کمپنیوں کا نظام وغیرہ۔ (۵۴)

اس طرح کے تجارتی مسائل میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا خریدی ہوئی شے پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کا منافع حاصل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ آج قبضہ کے عنوان سے بہت سارے مسائل پیدا ہورہے ہیں، کیا چیک، ڈرافٹ، کریڈٹ کارڈ یا دوسری سنداتِ مالی کو قبضہ تصور کیا جائے گا، یا نہیں؟ یا کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ ادائیگی کو فوری قبضہ تسلیم کیا جائے گا یا نہیں؟ بین الاقوامی تجارت میں آج زیادہ تر معاملات، فیکس اور ای میل کے ذریعے انجام پارہے ہیں، کروڑہا کروڑ روپے کے معاملات اور لین دین طے پاتے ہیں؛ جب کہ ہر دو فریق ہزارہا میل کی دوری پر ہوتے ہیں، اسی طرح ایک ملک کا تاجر دوسرے ملک میں LC (سندِ اعتماد) کھلوا کر کاروبار کرتا ہے، دوسرے ملک کا تاجر مال کا شمپنٹ (Shipment) کرتا ہے اور قبل اس کے کہ مال خریدار تک پہنچے، خریدار یہ محسوس کرتے ہوئے کہ بازار میں تیزی آچکی ہے، اگر میں ابھی اس مال کو فروخت کرڈالوں تو مجھے زیادہ نفع ملے گا، وہ اس مال کو اپنے قبضہ میں آنے سے قبل ہی (جب کہ مال راستہ میں ہوتا ہے)، فروخت کرڈالتا ہے۔ (۵۵)

عصرِ حاضر میں ان تمام جدید صورتوں میں زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، معاملات میں عدل وقسط کی رعایت کم سے کم، یا معدوم ہے اور غرر اور دھوکہ عام ہے، نہ ذہنوں میں خدا کا تصور ہے، نہ آخرت کی جواب دہی کی فکر؛ اس لیے تجارت کے رائج طریقوں میں صرف مادی اور نقد نفع مطلوب رہ گیا ہے۔ (۵۶)

ایک متوازن معاشی نظام کو وجود دینے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی نظامِ خلافت قائم کیا

جائے اور معیشت سے متعلق تمام اسلامی احکامات کو عملی شکل دی جائے۔

حوالہ جات

(۲۹) النساء:۱۔
(۳۰) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ۔(رقم الحدیث:۱۳)
(۳۱) القزوینی، أبوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ (رقم الحدیث: ۲۲۴۷): ۵۷۸/۳، دارالجیل، بیروت ۱۴۱۸ھ۔
(۳۲) البخاری، أبوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب: السھولۃ والسماحۃ فی الشراء، والبیع ومن طلب حقا فلیطلبہ فی عفاف، (رقم الحدیث: ۲۰۷۵) ص:۴۱۲، دارالکتاب العربی۔
(۳۳) النیسابوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، (رقم الحدیث: ۲۲۱۱:۲، ۱۴۵/۲، قدیمی کراچی۔
(۳۴) القزوینی، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب (رقم الحدیث: ۲۱۵۳): ۵۱۸/۳، دارالجیل، بیروت۔
(۳۵) البقرۃ: ۲۷۵۔
(۳۶) البقرۃ: ۲۷۸۔
(۳۷) القشیری، أبوالحسن مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربوا وموکلہ، (رقم الحدیث: ۴۰۹۳)، ص: ۶۹۷، دارالسلام، الریاض۔
(۳۸) العبسی، أبوبکر عبداللہ بن محمد بن أبی شیبہ، المصنف، کتاب البیوع والأقضیۃ، (رقم الحدیث: ۲۲۴۳۷): ۳۱۹/۱۱، المجلس العلمی ۱۳۲۷ھ۔
(۳۹) القشیری، أبوالحسین مسلم بن مسلم بن الحجاج بن مسلم، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: من غش فلیس منا، (رقم الحدیث: ۲۸۳) ص: ۵۷، دارالسلام، الریاض ۱۴۱۹ھ۔
(۴۰) حوالہ سابق۔
(۴۱) القزوینی، أبوعبداللہ محمد یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ (رقم الحدیث: ۲۲۴۶): ۵۷۸/۳، دارالجیل، بیروت۔
(۴۲) الترمذی، أبوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، سنن الترمذی، کتاب الأحکام، باب ماجاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، (رقم الحدیث: ۱۳۳۷): ۳۳۵/۲، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۱ھ۔
(۴۳) المائدہ: ۹۰۔
(۴۴) النسائی، أباعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب الصید والذبائح، النھی عن ثمن الکلب (رقم الحدیث: ۴۳۰۳) الجزء الرابع: ۲۱۵/۴، دارالمعرفۃ، بیروت ۱۴۲۲ھ۔
(۴۵) الدارمی، أبوحاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، صحیح ابن حبانۃ کتاب البیوع، ذکر الخبر الدال علی أن بیع الخنازیر والکلاب محرم ولا یجوز استعمالہ، (رقم الحدیث: ۴۹۳۸): ۳۱۳/۱۱، مؤسسۃ الرسالۃ۔
(۴۶) الدھلوی، أحمد بن عبدالرحیم شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، باب البیوع المنھی عنھا، وجوہ کراھیۃ البیوع: ۲۸۸/۲، زمزم پبلشرز کراتشی۔

(۴۷) الأعراف:۸۵۔

(۴۸) المطففین:۱،۳۔

(۴۹) القزوینی، أبوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجۃ، کتاب التجارات، باب الرجحان فی الوزن (رقم الحدیث:۲۲۲):۳/۵۶۲، دارالجیل، بیروت ۱۴۱۸ھ۔

(۵۰) الکتانی، عبدالحی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی ب''التراتیب الإداریۃ، القسم التاسع حتی یتعلموا أحکامہ وآدابہ وما ینجی من الربا:۱۸/۲، دارالکتاب العربی، بیروت۔

(۵۱) حوالۂ سابق:۱۹/۲۔

(۵۲) مروجہ تکافل کا جائزۃ، مفتی محمد راشد ڈسکوی، باب اول، اسلام کا نظام کفالت، ص:۱۰، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی، غیر مطبوع۔

(۵۳) تفصیلی تعارف کے لیے دیکھیے: اسلام کا معاشی نظام، ڈاکٹر نور محمد غفاری، اسلامی معاشیات کے مصادر ومراجع: ۴۳-۵۷، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور ۱۹۹۴ء۔

(۵۴) شیئرز کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام، مقدمہ، ص:۱،۲، دارالإفتاء جامعہ فاروقیہ کراچی، غیر مطبوع۔

(۵۵) جدید تجارتی شکلیں، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب، ابتدائیہ، ص:۷،۸ ادارۃ القرآن والعلوم الإسلامیۃ، کراچی۔

(۵۶) حوالۂ سابق۔

❁ ❁ ❁